بنی نوع انسان کی خدمت یہ ہے کہ خدا کی طرف بلائیں۔
حضرت مسیح موعودؑ کا محمد ﷺ کی توحید کا عرفان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی:-

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٤﴾ (البقرہ:۱۶۴)

پھر فرمایا:-

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کو اپنا اٹھارواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے اور اس جلسے کے ساتھ ہی دنیا بھر میں مختلف جماعتوں میں بھی کئی قسم کے دینی اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں اور ان سب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کو بھی جلسہ جرمنی کے ساتھ دعاؤں میں اور ذکر میں شامل کر لیا جائے۔ یہ تو اب ممکن نہیں رہا کہ چھوٹے چھوٹے اجتماعات کا بھی جو شہری یا تحصیل لیول کے ہوں ان کا بھی ہر دفعہ جمعے میں کثرت کے ساتھ ذکر آئے کیونکہ جمعے کے لئے پھر اور کوئی موضوع رہے گا نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ اعلان ہوا کریں کہ اب فلاں جگہ اجتماعات ہو رہے ہیں، اب فلاں جگہ اجتماعات ہو رہے ہیں اور کثرت کے ساتھ جماعت پھیل چکی ہے، ذیلی مجالس مستعد ہو چکی ہیں۔ صرف ملکی سطح پر ہی نہیں بلکہ ضلعی سطح پر اور شہری سطح پر اور قصباتی سطح پر بھی اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ ان سب کا ذکر تفصیلاً تو ممکن نہیں ہے لیکن چونکہ یہ سلسلہ ابھی شروع ہے اور بہت سی بڑی بڑی مجالس خصوصیت سے توقع رکھتی ہیں چند اہم نام آپ کے

سامنے پڑھ کر سنا تا ہوں تا کہ ان کو بھی دعاؤں میں شامل کرلیں۔

ایک مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کی سالانہ ریلی اس وقت منعقد ہو رہی ہے اور وہ سب بھی ٹیلی ویژن کے ذریعے آپ کے اس پروگرام میں شریک ہیں اور آپ کو اپنے پروگرام میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔مجلس انصاراللہ ضلع حیدر آباد کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔خدام الاحمدیہ ضلع میر پور کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہے ہیں۔ کراچی کا سالانہ اجتماع کل سے شروع ہوگا اور اطفال الاحمدیہ سرگودھا کا سالانہ اجتماع بھی آج ہی شروع ہو رہا ہے۔

اسی طرح امیر صاحب یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ نے درخواست کی ہے کہ مسجد واشنگٹن کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہونے لگا ہے اور تمام احباب جماعت خصوصیت سے واشنگٹن کی مسجد کی تعمیر کے کام کو اور مسجد کو اپنی دعاؤں میں ان معنوں میں یادرکھیں کہ خالصۃً توحید کی خاطر قائم ہونے والی یہ مسجد توحید کا حقیقی گڑھ بنی رہے اور توحید کا پیغام سارے امریکہ میں پھیلانے کے لئے ایک اہم اور دائمی کردار ادا کرے۔اس دعا میں امریکہ کی بہت اہم تعمیر ہونے والی مسجد کو بھی دعاؤں میں یادرکھیں۔

توحید کے سلسلے میں خطبات کا ایک سلسلہ جاری ہے جو ابھی تک ختم نہیں ہوسکا۔ آج اگر وقت ملا تو کوشش کروں گا کہ ختم ہو ورنہ پھر آئندہ خطبے تک مضمون کو مزید بڑھانا پڑے گا۔ دراصل توحید کا مضمون خصوصیت کے ساتھ اس سال سے تعلق رکھتا ہے جسے ہم نے عالمی خدمت بنی نوع انسان کا سال قرار دے رکھا ہے۔

میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ توحید کے بغیر قیام عدل ممکن نہیں اور جب تک قیامِ عدل نہ ہو اس وقت تک کوئی احسان کا نظام جاری نہیں رہ سکتا۔ یہ خدمتِ خلق کی باتیں، یہ ایک دوسرے کی بھلائی کے قصے، یہ غریبوں کو امداد دینا، اگر عدل کا نظام نہ ہو تو یہ سب منہ کی باتیں ہیں۔ ان میں کوئی بھی حقیقت اور گہرائی نہیں پائی جاتی۔ پس توحید ہی وہ بنیاد ہے جس پر عدل قائم ہوسکتا ہے اس کے بغیر کسی اور بنیاد پر عدل قائم نہیں ہوسکتا عدل قائم ہو تو احسان کی بات ہوتی ہے بغیر عدل کے احسان کی بات نہیں ہوا کرتی ہے۔

اس پہلو سے میں نے اپنے خطبات کو سب سے پہلے تو جماعت کے فائدے تک ہی محدود رکھا ہے یعنی اپنے دلوں میں توحید قائم کرو، اپنے نفوس میں توحید قائم کرو، اپنی نیتوں میں توحید قائم

کرو، اپنے اعمال میں توحید قائم کرو، اپنے گردوپیش کے تعلقات میں، عزیزوں، رشتہ داروں سے تعلقات میں، بہن بھائیوں کے ساتھ تعلقات کے علاوہ دوستوں سے تعلقات میں، غرضیکہ یہ مضمون رفتہ رفتہ جوں جوں کھل رہا ہے اس کا دائرہ بھی پھیلتا جارہا ہے لیکن بنیادی مقصد جو پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ ساری جماعت توحید پر اس طرح قائم ہو جیسے توحید پر قائم ہونے کا حق ہے۔ اپنے خیالات اور اعتقادات میں بھی توحید پیدا کرے، اپنے اعمال میں بھی توحید پیدا کرے، ہر قسم کے تضادات سے پاک ہو جائے، تب جماعت کو یہ توفیق ملے گی کہ قیام توحید کے سلسلے میں اگلا قدم اٹھا سکے۔ اگلا قدم یہ ہوگا کہ ہم تمام بنی نوع انسان کو توحید کی طرف بلائیں جبکہ خود موحد بن چکے ہوں اور توحید کے فوائد سے تمام بنی نوع انسان کو آگاہ کریں اور توحید پر قائم ہونے کی تلقین کریں اور صاف بتائیں کہ توحید پر قائم ہوئے بغیر دنیا میں ہرگز عدل قائم نہیں ہوسکتا اور اگر عدل قائم نہ ہوسکا تو امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد تیسرا درجہ خدمت خلق کا ہے جب آپ توحید پر قائم ہو جاتے ہیں تو تمام بنی نوع انسان کا درد آپ کا درد بن جاتا ہے کیونکہ خدا کی مخلوق کا درد خالق سے الگ نہیں ہوسکتا جس خالق سے محبت ہو اس کی مخلوق سے بھی محبت لازم ہے۔

پس خدمت خلق کا مضمون بھی دراصل توحید کے چشمے سے ہی پھوٹتا ہے اور تبھی سچا ہوگا اگر توحید پر آپ کا قیام سچا ہے، اگر توحید سے آپ کی وفا سچی ہے۔ اسی ضمن میں اگلا قدم تبلیغ کا ہے جب آپ دعوت الی اللہ دیتے ہیں تو وہ بھی درحقیقت توحید ہی کی خاطر دیتے ہیں اور اگر خدا ایک ہے تو زمین پر اس کے بندوں کا ایک ہونا بھی لازمی نتیجہ ہے خدا کی وحدت کا، اور زمین پر توحید قائم کرنے کے لئے تبلیغ ضروری ہے۔ پس یہ وہ سلسلہ ہے مضمون کا، جسے میں کچھ عرصے سے چلا رہا ہوں اور اس کا بقیہ حصہ ممکن ہے آخری خطاب میں بیان کروں......

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات میں نے توحید کا مضمون آپ کو گہرائی میں سمجھانے کے لئے چنے ہیں۔ وہ میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں اور جہاں تشریح ضروری ہوگی وہاں ساتھ تشریح کرتا چلا جاؤں گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”آخر سچائی کی فتح ہے کیونکہ یہ امر انسان سے نہیں ہے اور نہ کسی آدم زاد کے ہاتھوں سے بلکہ اس خدا کی طرف سے ہے جو موسموں کو بدلاتا اور

وقتوں کو پھیرتا اور دن سے رات اور رات سے دن نکالتا ہے۔ وہ تاریکی بھی پیدا کرتا ہے مگر چاہتا روشنی کو ہے۔ وہ شرک کو بھی پھیلنے دیتا ہے مگر پیار اس کا توحید سے ہی ہے اور نہیں چاہتا اس کا جلال دوسرے کو دیا جائے۔ جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے اس وقت تک کہ نابود ہو جائے۔ خدا کا قانون قدرت یہی ہے کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے۔ جتنے نبی اس نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوقوں کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں اور ان کی خدمت یہی تھی کہ **لا الــہ الا اللہ** کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے۔ ان سب میں سے بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا'' (مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۵)

یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ۔

اس اقتباس میں ایک امر خاص طور پر آپ کے ذہن نشین ہونے کے لائق ہے کہ تمام انبیاءؑ نے توحید کی حمایت کی اور اس حمایت کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی کامل حمایت ان کو نصیب ہوئی۔ پس اگر آپ خدا کی حمایت چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ توحید کی حمایت پر مستعد ہو جائیں۔ یہی ایک طریق ہے جس سے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حمایت آپ کے حق میں قطعی ہو جائے گی۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی توحید کا رنگ پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ اعلیٰ درجہ کے یکرنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جانباز اور سب خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے۔۔۔''

یہ وہ توحید کا رنگ ہے جو اپنائے بغیر انسان حقیقت میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو نہیں سکتا۔ وہ توحید جو فرضی طور پر آسمانوں میں بس رہی ہو یا آپ کے خیالوں کی دنیا میں رہے لیکن آپ کی نیتوں کی گہرائی میں نہ اتر سکے۔ آپ کے اعمال میں داخل نہ ہو اور آپ کے رگ و پے میں سرائیت نہ کر جائے۔ وہ توحید محض ایک کھوکھلی توحید ہے، اس کا حقیقت میں خدا کی واحدانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ توحید کے نتیجے میں انسان کے دل پر جو نقش جمتے ہیں، اس کی فطرت جو رنگ اختیار کرتی

ہے اور جو جلوے دکھاتی ہے، یہ مضمون حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت کو سمجھنے ہی سے انسان پر روشن ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ اعلیٰ درجہ کے یکرنگ اور صاف باطن ۔۔۔''

یکرنگ کا جو لفظ ہے یہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان ایک خدا کا قائل ہو اور سچے دل سے قائل ہو اور اس کے اندر دو رنگی پائی جائے۔ دو رنگی توحید کی نفی ہے۔ دو رنگی شرک کا مظہر ہے۔ اگر ایک خدا کا انسان قائل ہو اور ایک ہی خدا کی عبادت کرنے والا ہو اور کامل خلوص کے ساتھ ایک خدا کی چوکھٹ پر سر جھکانے والا ہو۔ اس کی فطرت سے دو رنگی غائب ہو جاتی ہے۔ پاک صاف یک رنگ انسان ایک نئے وجود کے طور پر ابھرتا ہے اور یہ وہ آنحضرت ﷺ کی غیر معمولی شان کے ساتھ چمکنے والی صفت تھی جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کے بیان میں سب سے پہلے رکھا۔

آنحضرت ﷺ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن تھے۔ یاد رکھیں صاف باطنی یک رنگی سے عطا ہوتی ہے جو یک رنگ نہ ہو اس کا باطن صاف نہیں ہوسکتا کیونکہ یک رنگی اس وقت نصیب ہوتی ہے۔ جب انسان جو کچھ ظاہر ہے اس کے مطابق دل میں رکھے، جو کچھ دل میں ہے اسی کے مطابق ظاہر کرے اور اس کے وجود میں سے تفرقہ مٹ جائے یعنی اپنی ذات کا تفرقہ مٹ جائے جو نظر آنے والا وجود ہے وہی باطن میں چھپا ہوا وجود بن جائے۔ جب یہ بات نصیب ہو جائے تو اس کے نتیجے میں دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ کوئی کسی قسم کا خدشہ کسی سے نہیں رہتا۔ کوئی ایسی چیز نہیں رہتی جسے انسان ظاہر کرتے ہوئے شرما جائے اور یہ جو شرم کا ختم ہونا ہے۔ یہ اپنی ذات میں ایک حسین صفت بن جاتا ہے، شرم ہر لحاظ سے بہت ہی اعلیٰ درجے کا خلق ہے لیکن اگر انسان بدی کو چھپانے کے لئے شرم کرے تو خلق تو پھر رہے گی لیکن پاک باطنی عطا ہو نہیں سکتی۔ پس اس مضمون کو مزید کھولنے کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی شرم دو رنگی کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ یک رنگی کے اعلیٰ درجے پر فائز ہونے کے نتیجے میں تھی آپؐ کی یک رنگی نے آپؐ کو خدا سے ہمکنار کر دیا اور اپنی صفات حسنہ کو دوسروں سے چھپانے کے لئے آپؐ نے اپنی صفات حسنہ پر پردے ڈالے ہیں۔ یہ حیا کے پردے تھے اور دو رنگی کے مظہر نہیں تھے۔

اس مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ جائیں کہ وہ خدا کے پاک بندے جو اپنی خوبیوں کو ظاہر کرنے سے شرماتے ہوں، بدیوں کو چھپانے کے لئے نہیں بلکہ خوبیوں کو ظاہر کرنے سے حیا رکھتے ہوں ان کی صفت کو دورنگی نہیں کہا جاتا۔ یہ صفت ان کی انتہائی پاک باطنی کی دلیل اور جہاں بدانسان اپنی برائیوں پر پردے ڈالتا ہے اور نیکیوں پر یا خیالی نیکیوں پر سے جو ان کا وجود ہی کوئی نہیں ہوتا۔ پردے اٹھاتا ہے اور انہیں نیکیاں بنا بنا کر دکھاتا ہے وہاں مؤحد انسان اپنی خوبیوں پر پردے ڈالتا ہے اور خوبیوں پر پردہ ڈالنا حیا کی وجہ سے ہے۔ وہ دورنگی نہیں ہے بلکہ یک رنگی میں داخل ہے۔ پھر فرمایا: ’’۔۔خدا کے لئے جانباز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے۔۔۔‘‘

’’خدا کے لئے جانباز‘‘ اپنا سب کچھ خدا کی خاطر پیش کرنے، دینے والے ہمہ وقت اپنی جان کو ہتھیلی میں لئے پھرنے والے کہ جب خدا کی طرف سے قربانی کا مطالبہ آئے وہیں اپنی جان خدا کے حضور پیش کردوں۔ یہ مضمون ہے جانبازی کا اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے۔ خدا تعالیٰ کے وجود پر کامل انحصار کے نتیجے میں بنی نوع انسان سے ناامید رہتی ہے، نہ خوف رہتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں کامل ہوا ہے۔ امیدیں بعض قسم کی ضرور ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ تشریح کرنی ضروری ہے کہ یہ نہ سمجھیں کہ کسی سے کوئی امید نہیں تھی۔ بعض معنوں میں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہؓ سے امیدیں رکھتے تھے۔ ان سے بلند کرداری کی امیدیں رکھتے تھے، ان سے یکرنگی کی امیدیں رکھتے تھے، ان سے توکل الی اللہ کی امیدیں رکھتے تھے۔ پس نیکی کی امیدیں رکھنا ان امیدوں میں داخل نہیں جن کی نفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ امید سے مراد یہ ہے سہارا ڈھونڈنا اور کسی کے سہارے پر بنا کرنا۔ اس بات پر امید نہیں تھی کہ اگر صحابہؓ ساتھ دیں گے تو میں کامیاب ہوں گا۔ صحابہؓ کے ساتھ دینے پر دل پر ایک امید سے بڑھ کر یقین تک کی حد تک انحصار پایا جاتا تھا یعنی انحصار اس بات پر نہیں تھا کہ صحابہؓ مدد کریں گے تو کامیاب ہوں گے لیکن صحابہؓ کی نیکی پر انحصار تھا۔ جانتے تھے کہ صحابہؓ ہمہ وقت جان فدا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بس یہ امیدیں ان سے وابستہ ضرور تھیں مگر کامیابی پر ان امیدوں کا کوئی اثر نہیں۔

کامیابی خالصۃً اللہ تعالیٰ پر منحصر تھی، اللہ تعالیٰ کی حمایت پر منحصر تھی اور اگر ساری دنیا آپ ﷺ سے منہ پھیر لیتی تب بھی ایک ذرّہ بھر بھی آپؐ کے دل میں مایوسی راہ نہ پا سکتی تھی۔ یہ وہم دل میں گزر ہی نہیں سکتا تھا کہ ان لوگوں سے تو امید تھی، اب یہی منہ پھیرے جاتے ہیں، میرا کیا ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کی توحید ان معنوں میں بارہا آزمائی گئی ہے۔ صلح حدیبیہ کے وقت بھی ایسا ہی موقع پیش آیا، جنگ احد کے وقت بھی یہ توحید آزمائی گئی، جنگ حنین کے وقت بھی یہ توحید آزمائی گئی۔ جن صحابہؓ سے بڑی بڑی توقعات تھیں۔ ان میں سے بعض ان توقعات پر پورا نہیں اترے لیکن آنحضرت ﷺ کے توکّل پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ پس یہ معنی ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خلقت سے امید اٹھ گئی یعنی یہ ایسی امید خلقت سے نہیں لگا رکھی تھی جس امید پر بنا ہو جائے جس امید سے حقیقی کامیابی وابستہ کر دی جائے۔ ان کے اعلیٰ اخلاق سے توقعات وابستہ تھیں مگر ان معنوں میں نہیں تھیں کہ خلقت پر توکّل ہے اور بیم کا معنی ہے خوف۔ خلقت کا خوف بھی کلیۃً دل سے اٹھ گیا ہے۔ مکی دور میں یہ پہلا حصہ خلقت کا خوف کلیۃً دل سے اٹھ جانا پوری شان سے ظاہر ہوا ہے اور مدنی دور میں امید والا حصہ پوری شان سے ظاہر ہوا ہے۔ اگر آپ تفصیل سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو اگرچہ یہ دونوں صفات مکی دور میں بھی جلوہ گر دکھائی دیں گی۔ مگر بیم والا حصہ یعنی بنی نوع انسان سے خوف کا کلیۃً فقدان، یہ پوری شان کے ساتھ مکے میں چمکا ہے اور امیدوں کا محض خدا سے وابستہ ہونا اور اپنے پیاروں سے بھی امید لگا کر اس پر انحصار نہ کرنا۔ یہ کلیۃً بڑی شان کے ساتھ مدنی دور میں چمکا ہے اور اسی کا نام توکّل ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

> ''۔۔۔اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے (یعنی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ توکل محض اللہ ہی پر تھا) کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے، جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی

اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلے کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ: ۱۱۱-۱۱۲)

''اور اس قدر دشمن'' جو لفظ ہے یہ شائد آپ میں سے بعضوں کو سمجھ نہ آئے۔ یہاں توقف کریں گے تو مضمون کی سمجھ آئے گی۔ آنحضرت ﷺ کے اس قدر دشمن، چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں یعنی انبیاءؑ پر نظر ڈال کر دیکھیں اس درجہ دشمنی کسی نبی کی نہیں کی گئی تھی۔ اس قدر دشمنوں نے کسی نبی کو نہیں گھیرا جیسا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے نرغے میں تھے اور پھر ایسی ثابت قدمی اور ایسا استقلال دکھلانے والا نبی آپؐ کی اس شان کا اور کوئی دکھائی نہیں دے گا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس مقدس نبی کے وعظ اور تعلیم نے ہزاروں مردوں میں توحید کی روح پھونک دی اور دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک ہزاروں انسانوں کو مؤحد نہ بنا لیا۔۔۔''

یہ پہلو خاص طور پر جماعت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ انسان کی توحید کا ایک ظاہری نشان یہ ہے کہ اس کی توحید اس کے سینے میں بند نہ رہے بلکہ اپنے ماحول کو مؤحد بنانے لگے حقیقی مؤحد وہ ہے جس کی توحید کا نور اردگرد پھیلتا ہے جس کے قرب و جوار میں دوسرے مؤحد پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، پس اگر آپ یہ کہیں کہ ہم مؤحد ہو چکے ہیں، خدا کے سوا ہم کسی اور کے سامنے سر نہیں جھکاتے، خدا کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ مگر آپ کی توحید آپ کے سینوں میں بند رہے، آپ کی بیوی بھی مؤحد نہ بن سکے، آپ کے بچے بھی مؤحد نہ بن سکیں۔ آپ کے گردو پیش ماحول میں اس توحید کا کوئی جلوہ دوسروں کو توحید سے متأثر نہ کر سکے تو پھر آپ کی توحید وہ توحید نہیں ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی توحید تھی جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں:

’’۔۔۔وہ خدا ماننے کے لئے پیش کیا جس کو قانون قدرت پیش کر رہا ہے۔ زہد و تقوٰی اور عبادت اور محبت الٰہی کی نصیحت کی اور ہزار ہا آسمانی نشان دکھلائے جواب تک ظہور میں آ رہے ہیں۔۔۔‘‘

(کتاب البرّیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۴)

توحید کے نتیجے میں انسان خدا نما بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے موحد بندوں کے لئے نشان دکھلاتا ہے۔ یہ دوسری علامت ہے جو نمایاں طور پر موحد کی ذات میں ثابت ہوتی ہے۔ موحد کی ذات میں چمکتی ہے اور دنیا کو دکھائی دینے لگتی ہے۔ اگرچہ موحد ریا کاری سے کام نہیں لیتا لیکن جس خدا کو دکھاتا ہے جب اس کا جلوہ موحد کی ذات میں دکھائی دینے لگتا ہے اسی کا نام اعجاز ہے اور اسی کا نام نشان ہے۔ یعنی موحد کی ذات میں خدا جلوہ گر ہو جاتا ہے، موحد خدا نما وجود بن جاتا ہے اور اسی کا نام معجزہ ہے اس کے سوا معجزے کی کوئی حقیقت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی توحید کے معجزے کے طور پر آپؐ کی زندگی کے نشان ہی پیش نہیں فرمائے بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد آج تک آپؐ کی توحید اسی طرح جلوہ گر ہے اور آج بھی اس توحید کے اعجاز ہم دیکھ رہے ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود بھی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی توحید ہی کی جلوہ گری ہے اور اسی کے نتیجے میں آپ کا روحانی وجود پیدا ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

’’وہ خدا ماننے کے لئے پیش کیا جس کو قانون قدرت پیش کر رہا ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی توحید کو رائج الوقت دیگر مذاہب کی توحید کے مقابل پر سب سے نمایاں اور سب سے آشان کی توحید کے طور پر پیش فرمایا۔ ہوسکتا ہے دوسرے مذاہب کے پیروکار یہ خیال کریں کہ محض لاف زنی ہے ایک بڑا دعویٰ ہے۔ ہر مذہب کے ماننے والے یہی کہا کرتے ہیں کہ جو توحید ہم نے پیش کی ہے ویسی کہیں اور پیش نہیں کی گئی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس توحید کی ارفع شان کو ظاہر کرنے کے لئے دو ایسی قطعی دلیلیں پیش کی ہیں جن کو کوئی دوسرے مذہب کا پیروکار اپنے مذہب میں اس طرح دکھا نہیں سکتا۔ ایک جگہ فرمایا:

''اسلام اس خدائے واحد کو پیش کرتا ہے جو وقت کے ساتھ تبدیل نہیں ہوا کرتا۔ اس کی صفات ہمیشہ سے اسی طرح آج بھی جلوہ گر ہیں جیسے قدیم میں کبھی جلوہ گر ہوئی تھیں اور تمام صفات زندہ ہیں اور ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ رہیں گی۔۔۔''

پس وہ لوگ جو خدا کو ماضی کا حصہ بنا بیٹھے ہیں وہ یہ یقین کرتے ہیں کہ خدا اب نہیں بولتا جیسے پہلے بولا کرتا تھا، خدا اب بندوں سے ہم کلام نہیں ہوتا اور بندوں پر اس طرح ظاہر نہیں ہوتا جیسے پہلوں پر ظاہر ہوا کرتا تھا۔ عملاً وہ خدا کو زمانے میں تقسیم کر دیتے ہیں کہ ایک گزشتہ زمانوں کا خدا ہے جو اور طرح کی صفات دکھاتا ہے، ایک موجودہ زمانے کا خدا ہے جو اور طرح کی صفات دکھاتا ہے۔ پس وہ خدا جو وقت میں تقسیم ہو جائے وہ واحد خدا نہیں رہ سکتا، وہ دو حصوں میں زمانے کے لحاظ سے بٹا ہوا خدا بن جاتا ہے۔

اب دیکھیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹا بنانے کا تصور عہد نامہ جدید میں تو نہیں لیکن عہد نامہ جدید کے بعد جلد ظہور میں آیا اور بنا اس عقیدے کی اس بات پر ہے کہ خدا کا یہ بیٹا ازل سے ہے لیکن ازل سے اس کی شان جلوہ گر نہیں ہوئی تھی تو اس لحاظ سے بھی عیسائیت نے وہ بظاہر توحید کا دعویٰ کیا لیکن عملاً توحید زمانی سے انکار کر دیا۔ ان کے نزدیک خدا کا بیٹا ایک ایسے وقت میں ظاہر ہوا ہے کہ جب اس سے پہلے دنیا کے تمام مذاہب اس کے وجود سے بے خبر تھے اور گویا صفات الٰہی اگر موجود بھی تھیں تو دنیا ان سے کلیۃً بے خبر تھی اور پہلے زمانوں کے تمام انسان خدائے واحد کی اس صفت سے نا آشنا رہے اور بے فیض رہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس واحد خدا کا تصور اسلام کی طرف منسوب فرما رہے ہیں وہ ایسا خدا ہے جو زمانے میں کسی پہلو سے تقسیم نہیں ہو سکتا اور دوسرا پہلو اس اقتباس میں یہ بیان فرمایا کہ دیکھو حضرت محمد مصطفی ﷺ نے وہ خدا ماننے کے لئے پیش کیا جس کو قانون قدرت پیش کر رہا ہے اور قانون قدرت کا اطلاق بھی اسلام کے ہر پہلو پر یکساں ہوتا ہے۔ کوئی ایک گوشہ بھی اسلام کا ایسا نہیں جس کو ماننے سے قانون قدرت کے کسی پہلو سے ٹکراؤ ہوتا ہو۔ اس پہلو سے بھی جب آپ تثلیث کے عقیدے کو دیکھتے ہیں تو تثلیث کا عقیدہ قانون قدرت سے کھلم کھلا ٹکراتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ پس زبانی توحید کا دعویٰ اور بات ہے حقیقت میں توحید کو جاری

کر کے دکھا دینا اور زمانی لحاظ سے بھی خدا کی توحید ثابت کرنا اور مکانی کے لحاظ سے بھی یعنی مکان کی وسعتوں میں خدائے واحد کو واحد خدا کے طور پر دکھانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ عرض کرتے ہیں:

> ''یہ کام ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے جس شان سے کر کے دکھایا ہے اس سے پہلے کبھی کسی نبی کو ایسی توفیق نہیں ملی''

پھر فرماتے ہیں۔

> ''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے ﷺ (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجے پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی، اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس کو تمام انبیاءؑ اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار اِفاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعے سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے، ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی ﷺ کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے۔ خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے میسّر آیا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸ تا ۱۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس ایک ایسی روحانی اور عظیم آسمانی زبان میں اپنے مطلب کو بیان کر رہا ہے۔ اس کے مضمون میں آپ ڈوب کر پڑھیں تو لمحہ لمحہ آپ کے دل کی کیفیت تبدیل ہوتی چلی جائے گی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کے ساتھ خدا دل میں اتر رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا عرفان اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ان معنوں میں نصیب ہوتا ہے کہ گویا آپؐ کے عرفان کے ساتھ خدا کا عرفان نصیب ہو رہا ہے اور خدا کے عرفان کی دولت کو پانے کے لئے یہی ایک فرماں روا رسول ﷺ ہے جس کے خزانے سے آپ حقیقت میں خدا کا عرفان پا سکتے ہیں۔ پہلے اس نبی ﷺ کا عرفان پانا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں:

''وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔۔۔''

سوال یہ ہے کہ توحید کے ساتھ پہلوانی کا کیا تعلق ہے؟ انسان سوچ سکتا ہے کہ مضمون تو توحید کا بیان ہو رہا ہے یہاں کچھ اور ذکر چاہئے تھا۔ ایسا صوفی منش انسان، ایسا عارف باللہ اس کو دوبارہ دنیا میں لایا مگر حقیقت یہ ہے کہ توحید کو دنیا میں قائم کرنا ایک عظیم پہلوانی کا تقاضا کرتا ہے۔ جری اللہ ہی ہے جو توحید کو دنیا میں قائم کرتا ہے۔ اپنے نفس سے لڑنے کے لئے بھی جتنی پہلوانی کی ضرورت ہے وہی انسان کو میسر نہیں آتی، اپنے نفس میں توحید کو جاری کرنے کے لئے جتنی غیر معمولی طاقت کی ضرورت ہے وہی انسان کو میسر نہیں آتی۔ اس لئے کوئی شخص اپنے وجود کے اندرونے کو بھی مؤحد نہیں بنا سکتا اس لئے کہ اس میں وہ طاقتیں نہیں ہیں، ان طاقتوں کے ساتھ مسلسل لڑائی کر کے غیر اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر قوت کو مغلوب کرنا پڑتا ہے۔ پس لفظ 'پہلوان' یہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل پر الہام ہوا تھا کیونکہ لفظ پہلوان ہی درحقیقت اس مضمون کو کھولتا اور بڑی شان کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ غیر معمولی جدوجہد کرنی پڑی ہے آپؐ کو، غیر معمولی طاقت اور شان کے ساتھ آپؐ نے غیر اللہ کا مقابلہ کیا ہے۔ تب کہیں جا کر توحید کو دنیا میں نافذ کیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی خطبات میں ذکر کر چکا ہوں۔ آپ بعض چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی مؤحد بننے کے لئے اپنے نفس سے لڑائی شروع کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نفس کو زیر کرنا کتنا مشکل کام ہے۔

درحقیقت پاک دامنی کے لئے انسان کی جدوجہد، توحید کے لئے جدوجہد کا ہی دوسرا نام ہے۔ مؤحد ہی ہے جو ہر پہلو سے یک رنگ، پاک دامن ہوا کرتا ہے اور اس پہلو سے بڑے بڑے پارساؤں کو بھی دیکھیں تو ان کے دامن بھی داغدار دکھائی دیں گے کیونکہ نفس کی کمزوریاں جگہ جگہ انسان کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں اور گناہ کے چھینٹوں سے انسان کا دامن داغدار ہوتا رہتا ہے۔ ہاں ایک وجود تھا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا وجود، جنہوں نے خود اپنے متعلق فرمایا کہ شیطان تو میری رگ و پے میں دوڑنے والا ہے جیسا کہ ہر انسان کے لئے مقدر کیا گیا ہے مگر میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے۔ ''شیطان مسلمان ہو گیا'' (ترمذی کتاب الرضاع حدیث نمبر: ۱۰۹۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس کی ہر باغیانہ طاقت کو آپؐ نے زیر کر دیا۔ ہر بدی کی تحریک کرنے والے جذبے کو آپؐ نے لگام دے دی اور ایک ایسے پاک وجود کے طور پر ابھرے جس کے نفس سے غیر اللہ کی طرف کوئی تحریک نہیں ہوتی۔ بدی کا کوئی محرک بھی دل میں باقی نہیں چھوڑا۔ اسے پہلوانی کہتے ہیں اور یہ پہلوانی پہلے اپنے نفس کو زیر کرتی ہے پھر غیروں کو زیر کرنے کی طاقت عطا ہوتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''۔۔۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ (آپ نے دنیا میں اس کو قائم فرمایا۔) وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ (اور یہ کیسے لایا ۔) اس نے خدا سے انتہائی درجے پر محبت کی اور انتہائی درجے پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔۔۔''

توحید کے نتیجے میں اللہ کی محبت درجۂ کمال کو پہنچتی ہے کیونکہ جب غیر باقی نہ رہے۔ ایک ہی حسین نقش ہو، وہ خدا کی ذات کا نقش ہو تو کسی اور سے محبت رہ نہیں سکتی۔ لیکن ایک اور قسم کی محبت تمام بنی نوع انسان سے ہو جاتی ہے وہ خدا کے واسطے سے ہے جو محبوب ہو اس کو جو چیز پیاری لگتی ہے۔ محبت کرنے والے کو بھی پیاری لگنے لگتی ہے اور یہی وہ مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں کامل شان کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اس نے خدا سے انتہائی درجے پر اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جتنی وہ محبت بڑھی اسی قدر خدا کی مخلوق سے بھی محبت پیدا ہوئی اور خدا کی مخلوق سے محبت کسی ذاتی تعلق یا دل کی نرمی کے نتیجے میں نہیں تھی بلکہ عشق الٰہی کے نتیجے

میں تھی اور یہ وہ محبت ہے جس کے نتیجے میں انسان کو عظیم قربانیوں کی توفیق ملتی ہے ورنہ عام طور پر انسانی ہمدردی کا جذبہ دوسری قوموں میں بھی آپ کو دکھائی دے گا لیکن جہاں ان لوگوں سے نفرت کا سلوک کیا جائے، ان کے احسان کو قبول کرنے کی بجائے ان پر پتھر برسائے جائیں وہاں وہ سب محبتیں اٹھ جاتی ہیں اس کا کچھ بھی وجود باقی نہیں رہتا۔ انسان پھر پتھر کا جواب پتھر سے دینے لگتا ہے، گالی کا جواب گالی سے دینے لگتا ہے مگر اگر محبت بنی نوع انسان کی منہ کی محبت نہ ہو بلکہ خدا کے وجہ کی محبت ہو، خدا کے چہرے کی محبت ہو اور خدا کی خاطر اس کی مخلوق سے محبت کی جائے تو وہ مخلوق جیسا بھی اس سے کسی محبت کرنے والے سے سلوک کرے اس کی محبت کا منہ نہ پھیر سکے، ناممکن ہو جاتا ہے۔

پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جس درجے پر بنی نوع انسان سے ہمدردی کی ہے اور ان کی خاطر آپ ﷺ کی جان گداز ہوئی۔ اس کی مثال آپ کو دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گی کیونکہ اس شان سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والا وجود اور کوئی پیدا نہ ہوا حالانکہ تمام انبیاءؑ خدا ہی سے محبت کے نتیجے میں ایک نیا وجود پکڑتے ہیں اور تمام انبیاء کی محبت بنی نوع انسان سے خدا کے واسطے سے ہی ہوتی ہے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اس معاملے میں رسول اکرم ﷺ مستثنیٰ نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہیں فرما رہے کہ صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا کی خاطر بنی نوع انسان سے محبت ہوئی، یہ فرما رہے ہیں کہ آپؐ کو خدا سے اتنی محبت ہوئی کہ خدا کی تمام مخلوق سے محبت ہوگئی جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہے۔ خدا کی محبت کا کرشمہ اس مخلوق سے بھی آپؐ کے دل میں جلوہ گر ہوا اور اس وجود کی محبت میں تبدیل ہوتا رہا۔ یہ وہ مضمون ہے کہ اس پہلو سے دنیا میں آپ کو کہیں بھی کوئی اور نبی ایسا دکھائی نہیں دے گا اس کا ثبوت یہ ہے کہ جتنے دنیا کے انبیاءؑ آئے ہیں وہ سب قومی بھی تھے اور زمانے کے لحاظ سے وقتی بھی تھے اور جتنا چاہیں آپ انبیاءؑ کی براہ راست تعلیم میں تلاش کر کے دیکھ لیں تمام بنی نوع انسان کی محبت کا ذکر آپ کو وہاں نہیں ملے گا۔ صرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کے ذکر میں قرآن کریم بار بار یہ مضمون بیان فرماتا ہے کہ تمام مخلوقات سے آپؐ کا تعلق تھا، تمام بنی نوع انسان کے لئے آپؐ رحمت تھے، ہر ایک ذات کے لئے آپ کے دل میں رأفت پائی جاتی تھی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو بلند دعاوی کرتے ہیں ساتھ ساتھ ان کے دلائل بھی

پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اب ہم وہ ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں ہم نے بھی یہ سال عالمی خدمتِ خلق کا سال منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ سال کس رنگ میں منایا جائے گا اور کس رنگ میں یہ سال منانے کا حق ادا ہوسکتا ہے؟ صرف ایک ہی رنگ ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا رنگ ہے۔ وہ رنگ اختیار کریں اپنے وجود سے دورنگی دور کر دیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہوں اور جس مخلوق سے محبت کریں خدا کی محبت کی خاطر کریں اور خدا کی محبت کے جذبے سے مجبور ہو کر کریں۔ خاطر کا لفظ نسبتاً نرم ہے کیونکہ جب انسان کہتا ہے کہ اس کی خاطر کرو اس میں کچھ کوشش اور کچھ جدو جہد، کچھ تکلّف پایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک فقیر مانگتا ہے جو صاحبِ خانہ ہے اس کا دل نہیں چاہتا اس کو دینے کو۔ وہ کہتا ہے اپنے بچوں کی خاطر، اپنی بیوی کی خاطر، اپنے پیاروں کی خاطر۔ خاطر کہہ کہہ کر ایسے دل کو پسمانے کی کوشش کرتا ہے جس کے دل سے اس کے لئے کوئی رحم نہیں ابل رہا ہوتا، کوئی دل میں رحم کا جذبہ خود بخود پیدا نہیں ہوتا مگر خدا کی محبت میں جب آپ کسی بنی نوع انسان سے محبت کرتے ہیں تو خاطر کا لفظ بیچ میں سے اٹھ جاتا ہے۔

خدا کی محبت کا طبعی تقاضا ہے کہ آپ بنی نوع انسان سے محبت کریں۔ کسی انسان سے پیار سچا ہو تو اس کے پیاروں کو ویسے ہی دیکھ کے پیار آتا ہے۔ میں نے پہلے بھی بارہا ذکر کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کو ہم نے قادیان کے زمانے میں بچپن میں دیکھا ہوا ہے۔ وہ باتیں جو اس وقت سمجھ نہیں آتی تھیں اب سمجھ آتی ہیں۔ وہ مشرک نہیں تھے بڑے مؤحد صحابہؓ تھے اور توحید کے مضمون کو خوب سمجھتے تھے لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا تعلق محض نظریاتی تعلق نہیں تھا گہرا قلبی تعلق تھا اور عشق کی حد تک۔ اسی لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خاندان کے بچوں کو دیکھتے تھے جن کا خونی رشتہ تھا تو بڑھ کر ان سے پیار کرتے اور بعض صحابہؓ زبردستی ہمارا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹ کر چوم لیا کرتے تھے اور بچپن میں مجھے یاد ہے اتنی شرمندگی ہوتی تھی کہ دل چاہتا ہے کہ زمین میں انسان گڑ جائے اور کچھ پیش نہیں جاتی تھی کیونکہ ان کی بزرگی کا تقاضا تھا کہ ضرورت سے زیادہ ان سے زور آزمائی نہ کی جائے۔ وہ کھینچ کھانچ کر آخر ہاتھ کو پیار کر ہی لیا کرتے تھے۔ اس وقت پوری طرح یہ مضمون واضح نہیں ہوا کہ ہم کیا ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے؟ اتنے بڑے بڑے بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض یافتہ لوگ یہ ہم جیسوں کے ہاتھ

چوم رہے ہیں۔ بعد میں سمجھ آئی کہ یہ محبت کا کرشمہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان لوگوں کی محبت میں از خود تبدیل ہوتی تھی جن کا مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی تعلق تھا۔

ایسے واقعات ہوئے انگلستان میں بھی کہ کسی انگریز نے پوچھا۔ میرے ساتھ بھی یہ واقعہ ہوا ہے۔ ایک انگریز نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ سے مصافحہ کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں کیا ہوا ہے۔ میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور چوم لیا کہ میں اس ہاتھ کو چومنا چاہتا ہوں جس نے مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کے ہاتھ کو پکڑا ہوا ہے۔ یہ محبت کی باتیں ہیں، محبت ہی کے نتیجے میں یہ دیوانگی، یہ شوق پیدا ہوتا ہے اور اسی کے نتیجے میں عظیم خدمتوں کی توفیق بخشی جاتی ہے۔

پس بنی نوع انسان کی محبت اگر کسی کی خاطر کریں گے یعنی خاطر کا لفظ بیچ میں لائیں گے تو کچھ تکلف پایا جائے گا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کا جو نقشہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھینچ رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا کے ایسے عاشق ہوئے کہ اس کے نتیجے میں طبعاً از خود بنی نوع انسان کی محبت آپؐ کے سینے میں جوش مارنے لگی اور ناممکن ہو گیا آپؐ کے لئے خدا کی مخلوق سے محبت نہ کریں۔

پس یہ وہ مضمون ہے جس کو آپ اپنے نفسوں میں جاری کریں گے تو آپ خدمتِ خلق کا حق ادا کرنے کے اہل ہوں گے پھر یہ خیال نہیں رہے گا کہ ہم جن کی خدمت کرتے ہیں وہ نسل پرستی کے جذبے سے مجبور ہو کر ہمیں پتھر مارتے ہیں، ہمارے گھروں کو جلاتے ہیں۔ ہم کیوں ان کے ساتھ ایسے تعلقات رکھیں۔ یہ سارے جو بعد کے فاصلے ہیں یہ سب مٹ جاتے ہیں۔ یہ سارے نفرتوں کے ذریعے معدوم ہوتے چلے جاتے ہیں اور انسان محبت کرتا ہے اللہ کی خاطر، خدا کے چہرے کے لئے خدا کی مخلوق کے چہرے پیارے لگنے لگتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جو کچھ کسی انسان پر زیادتی ہو کسی قسم کے مظالم ہوں ان سے قطع نظر وہ ان کے لئے دعائیں کرتا اور ان کی بہبود کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ہمیشہ ان قوموں کے لئے بھی دعا کی تحریک کی ہے جنہوں نے جماعت پر بڑے بڑے مظالم کئے ہیں۔

بعض دفعہ جب پاکستان میں یہ مظالم حد سے بڑھتے رہے جیسا کہ اب بہت بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ وہاں کی عدالت عالیہ نے بھی ایسا انصاف کا خون کیا ہے کہ دنیا میں عدلیہ کارروائی میں شائد اس سے بڑا انصاف کا خون کبھی نہ کیا گیا ہو لیکن میں پھر بھی جماعت کو پاکستان کے لئے اور پاکستان

کے مسلمانوں کے لئے دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ بعض دفعہ بہت سخت احتجاج کے خط بھی ملے۔ کچھ تو کبھی بددعا بھی کر دیں کچھ تو ہمارے دل ٹھنڈے ہوں، کچھ تو خدا اپنے جلال کا جلوہ دکھائے۔ ہمیں بھی پتا لگے کہ یہ دشمن ہوتے کون ہیں؟ لیکن باوجود اس کے کہ انتہائی دکھ پہنچتا ہے ان ظلموں سے میں مجبور کر دیتا ہوں اپنے آپ کو کہ میں ان کے لئے بددعا نہ کروں کیونکہ اگر میں ان کے لئے بددعا کروں گا تو مجھے ڈر ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے میرا ویسا تعلق قائم نہیں رہے گا جیسا میں چاہتا ہوں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے انتہائی دکھوں کے وقت بھی، انتہائی مصیبت کے وقت بھی جبکہ خدا کا غضب دوسروں پر چمکنے کے لئے تیار کھڑا تھا جیسے بجلی چمکتی ہے کسی کو بھسم کرنے کے لئے ایسی کیفیت تھی مگر جب خدا کے فرشتوں نے آپؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے یہی فرمایا کہ یہ جانتے نہیں ہیں، میں ان کی تباہی کی دعا نہیں کروں گا، میں ان کی ہدایت کی دعا کروں گا۔

پس یہ ہے خدمت خلق کا مضمون جسے آپ توحید سے سمجھ سکتے ہیں جب آپ مؤحد بنیں گے تو سمجھنے کی بات نہیں رہے گی۔ از خود یہ مضمون آپ کے دل میں فطرتِ ثانیہ بن کر اٹھے گا اور آپ کے خون میں جاری ہو جائے گا، آپ کی رگ و پے میں سرایت کر جائے گا، آپ کی فطرتِ ثانیہ بن جائے گا۔ اس کے سوا آپ کے لئے چارہ نہیں رہے گا۔ آپ ایسے انسان بنیں گے کہ اپنے پر ظلم کرنے والوں کی خیر خواہی چاہیں گے۔ اس جذبے کے ساتھ آپ بنی نوع انسان کو مؤحد بنانے کی تیاری کریں۔

اور اس کا کچھ حصہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے میں انشاء اللہ بعد میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ پھر فرماتے ہیں:

> ”۔۔۔انتہائی درجے پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس کو تمام انبیاءؑ اور تمام اولین اور آخرین پر فضیلت بخشی۔۔۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پڑھ کر روح وجد میں آجاتی ہے، ایک ایک فقرے میں ایسے ایسے عظیم موتی جڑے ہوئے ہیں، انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ وہ کیسا قلم تھا، کیسی تحریر تھی، سلطان القلم کا جو خطاب آپؑ کو ملا ہے یہ اس سے بڑھ کر کوئی تصور نہیں انسان کر سکتا کہ خدا کسی کو

سلطان القلم قرار دے دے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کو غور سے پڑھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ ایسا سلطان القلم ہے کہ اس کی تحریر کو سمجھنے کے لئے بھی انسان کو غیر معمولی توجہ، محنت اور اپنی نظر اور دل کو صیقل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ فرماتے ہیں:

''خدا جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس نے تمام انبیاءؑ اور تمام اولین اور آخرین پر فضیلت بخشی۔''

توحید کا دعویٰ کافی نہیں ہے۔ توحید کے لئے خدمات جو دنیا کو دکھائی دیتی ہیں۔ وہ بھی کافی نہیں ہیں، اصل بات یہ ہے کہ توحید دل کے اندر کتنی گہرائی سے پھوٹی ہے اور توحید کے نتیجے میں انسان کا وجود کہاں تک متأثر ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جو خدا نے سب انبیاءؑ پر اولین اور آخرین پر فضیلت بخشی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا تعالیٰ آپؐ کے دل کے رازوں کی گہرائی سے واقف تھا اور ان کی کنہ تک خدا کی نظر تھی۔ جانتا تھا کہ توحید کبھی کسی کے دل میں اس گہرائی کے ساتھ پیوستہ نہیں ہوئی اور اس طرح کسی کا دل کبھی خدا کی محبت میں خالص نہیں ہوا جیسا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو توفیق ملی پس دل پر نگاہ کر کے آپؐ کو فضیلت بخشی گئی محض ظاہری کاموں کو دیکھ کر نہیں۔ پھر فرماتے ہیں:

(جب فضیلت بخشی تو کیا ہوا) ''اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرارِ افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔۔۔''

جب خدا نے ساری فیض کی کنجیاں محمد رسول اللہ ﷺ کو تھما دیں تو محمد رسول اللہ ﷺ سے تعلق توڑ کر کسی اور سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرنا غیر اللہ سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے مترادف ہے۔ یہ لفظ بہت سخت ہے، وہ ذرّیت شیطان ہے، لیکن جب آپ اس مضمون کو گہرائی میں اتر کر دیکھیں گے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ ایسے شخص کو ذرّیت شیطان سمجھا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فیضان کی تمام کنجیاں کسی وجود کو تھما دی ہوں تو اس سے ہٹ کر کسی اور فیض کو طلب کرنے والا غیر اللہ سے فیض طلب کرتا ہے۔ یہاں آنحضرت ﷺ کے مؤحد کامل ہونے

کا ایک ایسا عظیم نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے میرے خیال میں کبھی کسی نے کسی کے مؤحد کامل ہونے کا ایسا حسین اور سچا نقشہ نہیں کھینچا یعنی خدا کی توحید میں محمد رسول اللہ کی توحید میں مدغم ہوگئی اور اس طرح آپؐ نے اپنی ذات کو خدا کی ذات کے ساتھ ہمرنگ کر دیا کہ خدا کی تمام صفات آپ ﷺ کی ذات میں جلوہ گر ہوئیں اور آپؐ کو چھوڑ کر دیگر صفات سے فیض پانا ایسا ہی ہے جیسا شیطان سے فیض پانا۔

یہی وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم ایک دوسرے رنگ میں یوں بیان فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:۱۸) پھر فرماتا ہے وہ جو بیعت کا مضمون ہے اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح:۱۰) محمد رسول اللہ نے جب وہ کنکریوں کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی مَا رَمَيْتَ تو نے نہیں پھینکی وہ مٹھی تیری نہیں تھی اِذْ رَمَيْتَ حالانکہ تو نے پھینکی تھی مگر وہ خدا کی مٹھی تھی۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اللہ نے وہ چلائی تھی۔ پھر فرمایا یہ جو مومن تیری بیعت کر رہے ہیں تیری بیعت نہیں کر رہے، اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ تیرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے لیکن يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔ کسی وجود کا متابعت میں، غلامی میں اپنے آقا سے کامل ادغام یہ بھی ایک توحید کا منظر پیش کرتا ہے۔ غیر اللہ کی نفی تو انسان کرتا ہی ہے ہر وہ مؤحد کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کا آخری مقام یہ ہے کہ جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اپنے وجود کی نفی کر دی جائے اور کلیۃً اپنے وجود کو مٹا دیا جائے تا کہ صرف ایک ہی وجود، اللہ کا وجود باقی رہے۔

یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے وجود کو کلیۃً مٹا ڈالا اور صرف خدا کا وجود باقی رہا۔ آپؐ کو نظر انداز کر کے کسی اور سے فیض پانا ایسے ہی ہے جیسے خدا کے سوا خدا کے مقابل پر بنائے ہوئے جھوٹے بتوں سے فیض پانے کی کوشش کی جائے۔ تبھی فرماتے ہیں:

”۔۔ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ (اپنے آپ کو فرماتے ہیں) ہم کیا چیز ہیں اور

ہماری حقیقت کیا ہے۔۔''

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تعلق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بالکل ویسا بن جاتا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تعلق خدا سے قائم ہوا جیسے خدا کے ساتھ تعلق میں اپنے وجود کو مٹا ڈالا اور وہ تعلق تام ہو گیا۔ گویا ایک ہی وجود بن گیا، اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنے وجود کو کلیۃً مٹا ڈالا اور جہاں وہ مضمون بیان کرنا شروع کیا وہاں معاً اس طرف خیال چلا گیا۔ میں بھی تو ہوں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی باتیں کرتا ہوں مگر میں کیا ہوں۔ مجھے تم مٹا ہوا سمجھو، میرے وجود کو کچھ نہ تسلیم کرو۔ میں تو صرف وہی ہوں جو محمد رسول اللہ ہیں اور محمد رسول اللہ نے مجھے بنا ڈالا ہے۔ اس کے سوا میری کوئی بھی حقیقت باقی نہیں رہی۔ پھر فرماتے ہیں:

''(اس کے نتیجے میں پھر علامت ظاہری ہونی چاہئے وہ ہے) زندہ خدا کی شناخت۔۔۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ: ۱۱۹)

اور اللہ تعالیٰ کے تائیدی معجزات جو ایسے بندے کے حق میں از خود جاری وساری ہو جاتے ہیں۔ ایک بہتے ہوئے چشمے کی طرح اس کا ساتھ دیتے ہیں اور پھر اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں پس جتنا بڑا موحد ہو گا اتنا ہی زیادہ اس کی زندگی میں اس کے تائید میں اللہ تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں گے اور جتنا بڑا موحد ہو گا اتنا ہی خدا تعالیٰ کے نشانات، اس کے بعد ہمیشہ باقی اور جاری وساری رہیں گے۔

یہ وہی مضمون ہے کہ خدا کی مکانیت اور زمانیت کے لحاظ سے توحید کا اقرار کرنا نہ مکان میں اس جیسا کوئی ہو، نہ زمانے میں اس جیسا کوئی ہو۔ جب آپ زمانے میں بھی خدا کو واحد اور لاشریک مان جاتے ہیں ہر زمانے کا خدا ایک ہی رہتا ہے۔ تو آپ کے مرنے کے بعد آپ کا زمانہ مٹ نہیں جاتا بلکہ خدا کے زمانے میں آپ کا زمانہ جاری ہو جاتا ہے اور یہی واقعہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جاری وساری زندہ معجزات کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہوا اور یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں:

''اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش

کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو
اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو
اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے
ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ: ۱۱)

اس اقتباس پر میں آج کے خطبے کا مضمون ختم کرتا ہوں جو کچھ آپ کے سامنے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس الفاظ میں میں نے پیش کیا ہے۔ اسی کا خلاصہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ پیش کر رہا ہوں۔ یہ وہ سیرت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ سب کی ذات میں جاری ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان باتوں کو اپنا لیں یا اپنے وجود کا لازمی اور دائمی حصہ بن جائیں تو پھر یقین کریں کہ آپ کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسا گہرا اٹوٹ تعلق قائم ہو جائے گا جو تعلق لازماً الٰہی تعلق میں تبدیل ہوگا کیونکہ محمد رسول اللہ کی ذات سے کوئی تعلق آپؐ کی ذات پر ٹھہرتا نہیں بلکہ آپؐ دروازے کی طرح بن جاتے ہیں یہاں سے وہ تعلق گزر کر خدا تک پہنچتا ہے۔ آپ کے وجود کے مٹنے کا ایک یہ بھی مفہوم ہے جسے آپ ہمیشہ پیش نظر رکھیں وہ لوگ جو خدا کی خاطر اپنے وجود کو مٹاتے ہیں جب ان سے تعلق بڑھتا ہے تو وہ شرک نہیں کہلاتا بلکہ ایسے سچے مؤحدین کے ساتھ تعلق از خود خدا سے تعلق میں تبدیل ہوتا رہتا ہے کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے آپ کا تعلق آپ کی توحید کی بناء پر ہے اس لئے لازماً ہر محبت کا رشتہ الٰہی محبت کے رشتوں میں تبدیل ہوگا اور یہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف وقتوں میں اور مختلف طریق پر ہمیں سمجھانے کی کوشش کی اسے خوب اچھی طرح سمجھ کر توحید پر قائم ہوں اور غیر اللہ کی نفی شروع کریں۔

غیر اللہ کی نفی سے متعلق انشاء اللہ میں آئندہ خطبات کے سلسلے میں کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ میں ایک دفعہ پھر اس مضمون کو دہراتا ہوں جو توقعات مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے وابستہ ہیں لیکن یاد رکھیں کہ مسیح موعود علیہ السلام بھی محمد رسولؐ اللہ کی طرح مؤحد تھے۔ آپؐ ہی کی غلامی میں آپؑ کو توحید کا فیض عطا کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے امیدیں وابستہ ہیں ان معنوں میں کہ آپ کی ذات سے توقعات ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کا انحصار آپ

پر نہیں ہے۔ اگر آپ نے ان امیدوں پر پورا اترتے ہوئے اس پیغام کو آگے بڑھایا تو آپ خوش نصیب ہوں گے لیکن اگر آپ سے جو امیدیں وابستہ کی گئی ہیں ان امیدوں کو آپ نے سچا نہ ثابت کیا تو مسیح موعود علیہ السلام سے جو خدا نے وعدے کئے ہیں وہ پھر بھی پورے ہوں گے۔ میں نہیں ہوں گا آپ نہیں ہوں گے ہم سب خدانخواستہ نعوذ باللہ اگر ان امیدوں پر پورا نہ اتریں تو خدا اور وجود پیدا کردے گا کیونکہ توحید کامل کا یہ مطلب ہے انسان سے جو امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں ان پر انحصار نہیں ہوتا۔ کبھی کسی نبیؑ نے کسی انسان پر ان معنوں میں انحصار نہیں کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جو انصار تھے ان پر انحصار نہیں تھا اس لئے ان کا محمد رسولؐ اللہ پر احسان کوئی نہیں تھا اور اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ جائیں تو پھر یہ آپ کو پتا لگے گا کہ مدد آپ کر رہے ہیں لیکن احسان آپ پر ہو رہا ہے کیونکہ وہ شخص جس کی مدد کا کوئی محتاج ہو وہ جب کسی کی مدد کرتا ہے تو اس پر احسان کرتا ہے۔ مگر ایسا شخص جب کسی کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کا محتاج نہ ہو تو اس کا مدد قبول کرنا اس پر احسان ہو جایا کرتا ہے۔

پس ان معنوں میں اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنا اور آپؐ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدد کرنا ہرگز کسی معنوں میں بھی آپ پر احسان نہیں کیونکہ نہ محمد رسولؐ اللہ کا پیغام آپ کی مدد کا محتاج ہے اور نہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، اس پیغام کو آگے بڑھانا آپ کی مدد کا محتاج ہے۔ یہ خدا کا کام ہے اس نے بہر حال کرنا ہے۔ آپ کو جو توفیق عطا ہوتی ہے یہ آپ پر احسان ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کو یہ جواب سکھایا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام قبول کر چکے ہیں، ہمارے احسان ہیں۔ ان سے کہو لَا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ (الحجرات: ۱۸) بیوقوفو! مجھ پر اپنا اسلام نہ جتایا کرو، مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت دھرو۔ تم ممنونِ احسان ہو جن کو اسلام عطا ہوا ہے۔ ہم ممنونِ احسان نہیں ہیں۔ ایک امیر کی خدمت میں آپ کوئی چھوٹا سا تحفہ پیش کریں وہ محتاج نہیں ہوتا۔ وہ خوشی سے قبول کرتا ہے تو اس کا احسان ہوتا ہے۔ پس ان معنوں میں کبھی بھی، ساری دنیا کا تمام وجود بھی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کامل خادم بن جائیں تو محمد رسول اللہ ﷺ پر ایک ادنیٰ سا بھی احسان نہیں کر سکتے۔ وہ زیرِ احسان ہوں گے کیونکہ خدا نے ان کو اس کام کی تکمیل کے لئے چنا ہے۔

پس آپ بھی اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدمت دین کے ہر میدان میں آگے

بڑھیں جتنی آپ خدمت کی توفیق پائیں گے یاد رکھیں اتنا ہی آپ محمد رسول اللہ ﷺ اور اس زمانے میں آپؐ کی تائید میں قائم کئے جانے والے امام مسیح موعودؑ کے زیرِ احسان ہوتے چلے جائیں گے۔ ان پر احسان نہیں کر سکتے۔ پس اس کا جواب کیا ہے؟ اس کا جواب کثرت سے درود پڑھیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی درود پڑھیں اور آپؐ کی حقیقی جسمانی اور روحانی آل پر بھی درود پڑھتے رہیں۔ تاکہ ان احسانات کا بدلہ اتارنے کی تمنّا کچھ حد تک پوری ہو جائے۔ درود کے ذریعے بھی آپ احسان نہیں اتار سکتے یاد رکھیں۔ درود کے ذریعے احسانات کا ایک شعور دل میں پیدا ہوتا ہے جو آپ کو عزتِ نفس عطا کرتا ہے اور یہ ایک عظیم الشان مضمون ہے جس کے نتیجے میں انسان کے اخلاق سدھرتے چلے جاتے ہیں اور وہ زیادہ معزز ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس آخر پر اس نصیحت کے ساتھ اس خطبے کو ختم کرتا ہوں ان معنوں میں جن معنوں میں میں نے تفصیل بیان کی ہے، **کثرت کے ساتھ خدمتِ دین کریں اور خدمت دین کے ساتھ خدمت بنی نوع انسان کریں۔ بنی نوع انسان کی خدمت میں سب سے اوّل خدمت یہ ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کی راہ کی طرف بلائیں اور جتنی بھی خدمت کی توفیق پائیں۔ یاد رکھیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ابدی احسان ہے جو آپ کی ذات پر ہے اور اس احسان کا بدلہ تو آپ نہیں چکا سکتے، اس احسان کا شعور زندہ رکھنے کے لئے آپ کثرت سے درود پڑھا کریں۔ یہ درود بھی پھر آپ پر مزید احسانات کی بارش بن کر برستا رہے گا۔ آپ کے اور آپ کی نسلوں کے مقدر سنوارتا چلا جائے گا۔** خدا اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

باقی انشاء اللہ تعالیٰ جو اختتامی خطاب ہے اس میں اس مضمون کے سلسلے میں باتیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔